REGD. No. L. 5256

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فون نمبر ۴۹

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ
عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

روزنامہ
الفضل
ربوہ

یوم پنجشنبہ
۱۱ شعبان ۱۳۷۹ھ
فی پرچہ ۱۲ نئے پیسے

جلد ۴۹/۱۴ | ۹ تبلیغ ۱۳۳۹ ہش | ۹ فروری ۱۹۶۰ء | نمبر ۳۱

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی اطال اللہ بقاءہ کی صحت کے متعلق تازہ اطلاع

محترم جناب ڈاکٹر حشمت اللہ خان صاحب

ربوہ ۸ فروری بوقت ۱۱ بجے صبح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی عام طبیعت خدا کے فضل سے اچھی ہے۔ رات نیند آگئی۔

احباب جماعت درد و الحاح کے ساتھ دعاؤں میں لگے رہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے حضور کو جلد کامل صحت عطا کرے اور کام کرنے والی لمبی زندگی عطا فرمائے۔ آمین اللّٰھم آمین

کراچی کا علاقہ جس قدر جلد ممکن ہوا صوبائی نظم و نسق میں شامل ہو جائیگا

متعلقہ محکمے کراچی کے اداروں کو اپنی تحویل میں لینے کیلئے سکیمیں تیار کرنے میں مصروف ہیں

پشاور ۸ فروری۔ مسٹر اختر حسین گورنر مغربی پاکستان نے کہا ہے کہ کراچی جس قدر جلد ممکن ہوا صوبائی نظم و نسق میں شامل ہو جائے گا۔ آپ نے کل اخبار نویسوں کے سوال کے جواب میں کہا کہ متعلقہ محکمے کراچی کے بعض اداروں کو اپنی تحویل میں لینے کے لئے سکیمیں تیار کرنے میں مصروف ہیں۔ یہ ادارے قدرتی طور پر صوبائی دائرہ میں شامل ہو جائیں گے۔ آپ نے کہا کراچی کے انتظامی ڈھانچے میں کوئی تغیر و تبدل نہیں ہوگا۔ گورنر نے ایک سوال کے جواب میں کہا نظم و نسق کمیشن کی رپورٹ پر بارہ فروری کو دستخط ہوں گے۔ لیکن ابھی اس رپورٹ کو صدر کی خدمت میں پیش کرنے کے لئے کوئی تاریخ مقرر نہیں کی گئی۔ جس وقت صدر کو سہولت ہوگی۔ رپورٹ ان کی خدمت میں پیش کر دی جائے گی۔ گورنر نے ایک سوال کے جواب میں اس بات کو غلط قرار دیا کہ مغربی پاکستان کے ضمنی دارالحکومت کی تعمیر کی سکیم ترک کر دی گئی ہے۔

امریکہ کا پانچ رکنی تجارتی وفد کراچی سے ڈھاکہ پہنچ گیا

وفد انیس دن تک مشرقی پاکستان کا دورہ کریگا

ڈھاکہ ۸ فروری امریکہ کا پانچ رکنی تجارتی وفد مسٹر بوشر کی قیادت میں کل صبح کراچی سے ڈھاکہ پہونچ گیا۔ یہ وفد قریب قریب ایک ماہ تک مغربی پاکستان کا دورہ کر چکا ہے۔ اب وہ انیس دن تک مشرقی پاکستان کا دورہ کرے گا۔ یہ وفد ڈھاکہ، نارائن گنج، کھلنا اور چٹاگانگ کے صنعتی کارخانوں کا معائنہ کریگا اور کارخانہ داروں سے دونوں ملکوں کے باہمی دلچسپی کے امور پر تبادلہ خیالات کرے گا۔ یہ وفد کل مسٹر ذاکر حسین گورنر، میجر جنرل امراؤ خاں ناظم مارشل لا، مسٹر اظفر چیف سیکرٹری اور دوسرے اعلیٰ افسروں سے بات چیت کرے گا۔ یہ وفد ایوان تجارت ڈھاکہ کے اجلاس میں بھی شریک ہوگا۔

درخواست دعا

محترمہ بیگم صاحبہ خان بہادر محمد دلاور خان صاحب آف چارباغ مردان آجکل بیمار ہیں اور سول ہسپتال مردان میں زیر علاج ہیں۔ احباب جماعت ان کی کامل شفایابی کے لئے درد دل سے دعا کریں۔

(منیجر الفضل ربوہ)

مصر کے سابق لیڈروں کو عام معافی

قاہرہ ۸ فروری۔ صدر ناصر نے ایک حکم کے ذریعہ ان تمام سیاسی لیڈروں کو عام معافی دے دی ہے جنہیں انقلابی ٹربیونل کی طرف سے سزائیں دی گئی تھیں۔ ان میں سابق شہزادہ عباس حلیم اور دو سابق وزیر فواد سراج الدین اور ابراہیم عبدالہادی بھی شامل ہیں۔ ابراہیم عبدالہادی سعد پارٹی کے صدر رہے۔ اور مصر کے وزیر اعظم بھی رہ چکے ہیں۔ یاد رہے صدر ناصر نے ۳۰ جنوری کو ایک اور حکم پر دستخط کر کے انقلابی کونسل کے سابقہ فیصلہ کو منسوخ کر دیا تھا۔ اس فیصلے کے ذریعہ کونسل نے کئی سیاستدانوں کو دس دس سال کے لئے شہری حقوق سے محروم کر دیا تھا۔

عزیز بشارت احمد کی حسرتناک وفات

از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی۔ ربوہ

ابھی ابھی لاہور سے چوہدری اسد اللہ خاں صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور نے فون پر اطلاع دی ہے کہ محترم مولوی عبدالرحمٰن صاحب امیر جماعت احمدیہ قادیان کا بچہ عزیز بشارت احمد میو ہسپتال لاہور میں فوت ہو گیا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم بہت مخلص اور موصی تھا اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدیم ترین صحابی حضرت شیخ حامد علی صاحب مرحوم کا نواسہ تھا اور میری رضاعی بہن کا لڑکا تھا۔ جنازہ آج شام کو ۴ بجے ربوہ پہنچ رہا ہے۔ مرحوم کی عمر غالباً چالیس سال کے قریب تھی۔ مگر کوئی بچہ پیچھے نہیں چھوڑا۔ افسوس ہے کہ حکومت ہندوستان نے مولوی عبدالرحمٰن صاحب کو پاسپورٹ نہیں دیا۔ ورنہ وہ اپنے بچہ کو کم از کم بیماری میں ہی دیکھ لیتے۔

خاکسار مرزا بشیر احمد ۶۰/۲/۷

مقبرہ بہشتی میں تدفین

مرحوم کے تایا مکرم محمد عبداللہ صاحب اور دیگر اعزہ مرحوم کا جنازہ اسی روز نماز عصر سے قبل ربوہ لائے۔ بعد نماز عصر مسجد مبارک کے احاطہ میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی نے علالت طبع کے باوجود نماز جنازہ پڑھائی جس میں اہل ربوہ بہت کثیر تعداد میں شریک ہوئے۔ بعد ازاں جنازہ مقبرہ بہشتی لے جایا گیا۔ حضرت میاں صاحب مدظلہ العالی نے نصرت جنازہ کو کندھا دیا

(باقی صفحہ ۸ پر)

تعلیم الاسلام کالج یونین کے سالانہ مباحثے

۱۰-۱۱ فروری کو اپنی روایتی شان سے منعقد ہو رہے ہیں

ربوہ ۸ فروری۔ تعلیم الاسلام کالج یونین کے چھٹے سالانہ آل پاکستان انگریزی اور اردو مباحثے اپنی روایتی شان و شوکت کے ساتھ ۱۰ اور ۱۱ فروری کو منعقد ہو رہے ہیں۔ ۱۰ تاریخ کو ساڑھے چھ بجے شام انگریزی مباحثہ ہوگا۔ جس کا موضوع ہے۔

The spread of Education is the spread of discontent

یعنی "تعلیم سے بے اطمینانی بڑھتی ہے"۔ — اردو مباحثہ ۱۱ کی شام ساڑھے چھ بجے منعقد ہوگا۔ موضوع مباحثہ یہ ہے کہ "انسان کا مستقبل روشن ہے"۔

ہر دو مباحثے کالج ہال میں منعقد ہونگے۔ داخلہ بذریعہ پاس ہوگا۔ جو کالج یونین سے ۹ فروری کو دو اور ۴ بجے کے درمیان مل سکے گا۔ شائقین حضرات اپنا نام اور پتہ یونین کے سکرٹری کو لکھ کر بھجوا دیں — اور کرم وقت کی پابندی کو ملحوظ خاطر رکھیں۔

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل دارالرحمت غربی ربوہ سے شائع کیا

ایڈیٹر: روشن دین تنویر بی۔ اے ایل ایل بی

اسلام اور عمل

چوہدری محمد ظفر اللہ خان ہیگ کی بین الاقوامی عدالت کے جج اور وائس پریذیڈنٹ نے حال ہی میں گارڈن کالج راولپنڈی کی سائنس اور کلچر کلب کو خطاب کرتے ہوئے "امن کے بنیادی اصول" کے موضوع پر ایک بصیرت افروز اور مفید تقریر فرمائی۔ اجلاس کی صدارت ڈاکٹر آر آر سٹورٹ نے فرمائی۔ اس تقریر کی رپورٹ انگریزی معاصر پاکستان ٹائمز مورخہ یکم فروری ۱۹۶۰ء میں شائع ہوئی ہے جو معاصر کے راولپنڈی دفتر نے اسے مہیا کی ہے اس کا اردو ترجمہ الفضل مورخہ ۳ فروری ۱۹۶۰ء میں شائع ہو چکا ہے۔ جو احباب کی نظر سے گزرا ہوگا

معاصر پاکستان ٹائمز کی رپورٹ میں بیان کیا گیا کہ چوہدری صاحب کی تقریر کے اختتام پر ڈاکٹر آر آر سٹورٹ نے فرمایا کہ:-

"میں چوہدری صاحب سے اس امر میں تو متفق ہوں کہ روحانیت کے بغیر قدرت کے عطیات کا مفید استعمال ممکن نہیں لیکن میں آپ سے اس بات میں متفق نہیں کہ دنیا آگ کے عمیق گڑھے پر کھڑی ہے اور میں ان قنوطیوں میں سے نہیں ہوں جو یہ یقین رکھتے ہیں کہ دنیا شعلوں کی لپیٹ میں آجائے گی۔"

ڈاکٹر آر آر سٹورٹ نے کہا کہ:-

"اللہ تعالیٰ نے جس نے دنیا بنائی ہے اس کی خود حفاظت بھی کرے گا ہمیں پُر امید رہنا چاہیئے۔"

چوہدری صاحب کی تقریر کی جو رپورٹ معاصر نے شائع کی ہے خود اس سے بھی یہ تاثر نہیں لیا جا سکتا کہ چوہدری صاحب نے کوئی ایسی بات کہی ہو جس سے اللہ تعالیٰ کی اس قدرت سے انکار کیا گیا ہو کہ وہ دنیا کو ضرور بچائے گا۔ یا کسی قسم کی مایوسی کا اظہار ہوتا ہو۔ اس لئے معلوم ہوتا ہے کہ یا تو معاصر کے رپورٹر نے ڈاکٹر سٹورٹ کے الفاظ کی صحیح رپورٹ نہیں کی اور یا اگر صحیح رپورٹ کی ہے تو ڈاکٹر صاحب نے خود چوہدری صاحب کی تقریر سے غلط نتیجہ برآمد کیا۔

خود اس رپورٹ میں بھی چوہدری صاحب کی طرف کوئی ایسا لفظ یا فقرہ منسوب نہیں کیا گیا جس سے ڈاکٹر صاحب کو آپ سے مندرجہ بالا معاملہ میں ناموافقت کا موقع مل سکتا۔ اور نہ بھلا یہ خیال ہے کہ ڈاکٹر سٹورٹ جیسا فہمیدہ انسان چوہدری صاحب کے مفہوم کو غلط سمجھا ہو اور اگر لامحالہ ڈاکٹر صاحب نے کوئی ایسی بات کہی بھی ہے تو ہمارے خیال میں آپ کا اشارہ ہرگز چوہدری صاحب کے تقریر کی طرف نہیں ہو سکتا۔ آپ نے محض عام طور پر بعض دوسرے لوگوں کے پیش نظر جو ایسا قنوطی نظریہ ظاہر کرتے ہیں کہا ہے جو کہا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ چوہدری صاحب جو احمدی ہیں ایسی بات جس سے سراسر مایوسی ٹپکتی ہو اور جو دنیا کے مستقبل کے متعلق قنوطی نظریہ کی حامل ہے۔ کبھی کہہ ہی نہیں سکتے۔ چوہدری صاحب سچے مسلمان اور حقیقی خدا پرست ہیں آپ اللہ تعالیٰ اس کے رسول اور قرآن پر علی وجہ البصیرت ایمان رکھتے ہیں اسلام ایک قنوطی دین نہیں بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کی رحمۃ للعالمینی کی تعلیم دیتا ہے اور جو شخص پکا مسلمان ہو وہ کبھی دنیا کے متعلق قنوطی ہو ہی نہیں سکتا۔

اس ضمن میں مکرم مسعود احمد صاحب کا ایک مراسلہ معاصر "پاکستان ٹائمز" میں شائع ہوا ہے جس کا خلاصہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے:-

"ذہنی اور روحانی انقلاب کی ضرورت کو بالصراحت پیش کرنے کا مقصد یہ ہے کہ بنی نوع انسان کو اس مصیبت سے نجات کا راستہ دکھایا جائے جس سے وہ دوچار ہیں اور خود فاضل مقرر کے یہ الفاظ کہ "کیا تعجب ہے یہ انقلاب پہلے ہی شروع بھی ہو چکا ہو" خود ان کے دل کی پُر امید کیفیت اور نیک توقعات کے آئینہ دار ہیں اس لحاظ سے چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب اور مسٹر سٹیوارٹ کے نقطہ ہائے نظر کے درمیان کوئی اختلاف موجود نہیں ہے۔ دونوں ہی دنیا کے محفوظ مستقبل کے بارے میں پُر امید ہیں۔ البتہ موخر الذکر صاحب صرف خدائی حفاظت پر انحصار رکھتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں جب کہ اول الذکر یعنی محترم چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب) نے موجودہ صورت حال کا علاج بھی پیش فرمایا ہے اور بتایا ہے کہ خدائی حفاظت کے حصول کا کیا طریق ہے۔ جب تک انسان خود اپنے آپ کو بدلنے کے لئے تیار نہ ہوں وہ خدائی انعامات اور افضال سے کس طرح فائدہ اٹھانے کے قابل بن سکتے ہیں۔"

اردو میں شائع ہونے والے ایک لاہوری معاصر نے چوہدری صاحب کی اس تقریر پر "اسلام کی انقلاب آفرینی" کے زیر عنوان تبصرہ کیا ہے:-

سر ظفر اللہ خان نے کہا جو انقلاب مطلوب ہے وہ صرف اسلام لا سکتا ہے۔ جہاں تک اسلام کی مدح وثناء کا تعلق ہے اس کی کمی محسوس نہیں کی گئی۔ جو لوگ اسلام کو برحق تسلیم کرنے کے بھی منکر ہیں وہ بھی اسلامی تعلیمات کی بلندی اور پاکیزگی کا اعتراف کرنے میں بخل نہیں کرتے شاید اس امر سے بھی کسی کو انکار نہ ہو کہ اسلام ہی امن کے قیام کا باعث ہو سکتا ہے۔ توحید اخوت مساوات اور اخلاقی اقدار جو اسلام پیش کرتا ہے نوعِ انسانی کے امراض کا مداوا مہیا کر سکتی ہیں۔ لیکن اصل شے اسلام کے محاسن کا اعتراف و اظہار نہیں بلکہ اسلام کا عملاً قیام ہے۔"

جو کچھ معاصر نے کہا ہے ہم اس سے متفق ہیں۔ اسلام کوئی محض دماغی عیاشی کا فلسفہ نہیں بلکہ یہ ایک لائحہ حیات ہے جو صانع فطرت نے انسان کو خود دیا ہے جس کو اختیار کر کے انسان اجتماعی ماحول میں اپنی انفرادیت کو اجاگر کر سکتا ہے اور وہ جنت حاصل کرتا ہے۔ جو اس دنیا سے شروع ہو کر آخری دنیا تک وسیع ہوتی چلی گئی ہے۔ اسلام بیشک ایک انقلابی تحریک ہے لیکن اسلامی انقلاب کا لانا بھی اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے جو اس کی ہر منزل کو جانتا ہے ظاہر بات ہے کہ فطرت انسانی کا صانع اللہ تعالیٰ ہے اس لئے فطرت کے مطابق انسانی حیات کا ارتقا بھی لازماً اسی کے مقررہ طریق کار سے ہو سکتا ہے جس نے اسکو بنایا ہے وہی اسکی باریکیوں اور پیچ وخم کے مطابق نہ صرف اصول دیتا ہے بلکہ ان پر عمل کرنے کے لئے مہیج عطا کرتا ہے اور طاقت بخشتا ہے۔ جیسا کہ اس نے سورۂ فاتحہ میں سکھایا ہے۔

ایاک نعبد وایاک نستعین۔

یہ ایک حقیقت ہے محض شاعرانہ تخیل نہیں۔ تاہم یہ بھی حقیقت ہے کہ بعض دفعہ خود مسلمان اس کو بھول جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

الذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا

یہ درست ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تلاش میں ہمیں جہاد کرنے کے لئے کمر کسنا چاہیئے لیکن اللہ تعالیٰ کے راستوں میں اللہ تعالیٰ ہی جب تک چراغ روشن نہ کرے اور ان چراغوں سے کسب نور کی توفیق نہ بخشے ہمارا محض خشک جہاد محض دانشمندانہ کشمکش تو ہو سکتی ہے مگر ہم اسکے راستوں میں صحیح قدم نہیں مار سکتے (باقی)

جماعت احمدیہ کی اکتالیسویں مجلس مشاورت

مورخہ ۸-۹-۱۰ اپریل ۱۹۶۰ء کو بمقام ربوہ منعقد ہوگی

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی اجازت سے اعلان کیا جاتا ہے کہ جماعت کی اکتالیسویں مجلس مشاورت کا اجلاس ۸-۹-۱۰ شہادت ۱۳۳۹ھش مطابق ۸-۹-۱۰ اپریل ۱۹۶۰ء بروز جمعہ ہفتہ اتوار ربوہ میں منعقد ہوگا۔ انشاء اللہ

جماعت ہائے احمدیہ اپنے نمائندگان کا حسب قواعد انتخاب کر کے دفتر ھذا کو اطلاع دیں۔

(سیکرٹری مجلس مشاورت)

تقریر حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی

سیرتِ طیّبہ

(حضرت مسیح موعودؑ کے خُلقِ عظیم کے تین درخشاں پہلو)

مورخہ ۲۳ جنوری ۱۹۶۰ء کو جماعت احمدیہ کے جلسہ سالانہ میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی نے اپنا جو نہایت قیمتی اور بصیرت افروز مضمون پڑھا وہ افادۂ احباب کے لئے درج ذیل کیا جاتا ہے۔ (ادارہ)

اشہد ان لّا الٰہ الا اللّٰہ وحدہ لاشریک لہ واشہد انّ محمداً عبدہ ورسولہ۔

آج حضرت میرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود علیہ السلام مقدس بانی سلسلہ احمدیہ کی وفات پر نصف صدی سے کچھ اوپر گزرتا ہے۔ میں اُس وقت قریباً پندرہ سال کا تھا اور یہ وقت پورے شعور کا زمانہ نہیں ہوتا۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اخلاق فاضلہ کے تین خاص پہلو اِس قدر نمایاں ہو کر میری آنکھوں کے سامنے پھر رہے ہیں کہ گویا میں اب بھی اپنی ظاہری آنکھوں اور اپنے مادی کانوں سے اُن کے بلند و بالا نقوش کو دیکھ رہا اور ان کی دلکش و دلآویز گونج کو سُن رہا ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خُلقِ عظیم کے یہ تین پہلو (اوّل) محبّتِ الٰہی اور (دوم) عشقِ رسولؐ اور (سوم) شفقت علیٰ خلق اللہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور انہی تین پہلوؤں کے چند جستہ جستہ واقعات کے متعلق میں اس جگہ کچھ بیان کرنا چاہتا ہوں[1]۔ میرا یہ بیان ایک طرح سے گویا دریا کو کوزے میں بند کرنے کی کوشش کا رنگ رکھتا ہے اور کوزہ بھی وہ جو بہت چھوٹا اور بڑی تنگ سی جگہ میں محصور ہے۔ مگر خدا چاہے تو ایک مختصر سے بیان میں ہی غیر معمولی برکت ڈال سکتا ہے۔ وَمَا تَوْفِيْقِيْ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ، وَهُوَ الْمُسْتَعَانُ فِيْ كُلِّ حَالٍ وَّحِيْنٍ۔

محبّتِ الٰہی

سب سے پہلے اور سب سے مقدم محبّتِ الٰہی کا نمبر آتا ہے۔ کیونکہ یہ وہ چیز ہے جو خالق و مخلوق کے باہمی رشتہ کا مضبوط ترین پیوند اور فطرتِ انسانی کا جزوِ اعظم ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں اِس روحانی پیوند کا جس عجیب و غریب رنگ میں آغاز ہوا۔ اس کا تصوّر ایک صاحبِ دل انسان میں وجد کی سی کیفیت پیدا کر دیتا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ کا جوانی کا عالم تھا جبکہ انسان کے دل میں دنیوی ترقی اور مادی آرام و آسائش کی خواہش اپنے پورے کمال پر ہوتی ہے اور حضور کے بڑے بھائی صاحب ایک معزز عہدہ پر فائز ہو چکے تھے اور یہ بات بھی چھوٹے بھائی کے دل میں ایک گونہ رشک یا کم از کم نقل کا رجحان پیدا کر دیتی ہے۔ ایسے وقت میں حضرت مسیح موعودؑ کے والد صاحب نے علاقہ کے ایک سکھ زمیندار کے ذریعہ جو ہمارے دادا صاحب سے ملنے آیا تھا حضرت مسیح موعودؑ کو کہلا بھیجا کہ آجکل ایک ایسا بڑا افسر برسر اقتدار ہے جس کے ساتھ میرے خاص تعلقات ہیں۔ اس لئے اگر تمہیں نوکری کی خواہش ہو۔ تو میں اس افسر کو کہہ کر تمہیں اچھی ملازمت دلا سکتا ہوں۔ یہ سکھ حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ہمارے دادا صاحب کا پیغام پہنچا کر تحریک کی کہ یہ ایک بہت عمدہ موقعہ ہے اِسے ہاتھ سے جانے نہیں دینا چاہیئے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے اس کے جواب میں بلا توقف فرمایا۔ حضرت والد صاحب سے عرض کر دو کہ میں ان کی محبّت اور شفقت کا ممنون ہوں مگر

"میری نوکری کی فکر نہ کریں۔ میں نے جہاں نوکر ہونا تھا ہو چکا ہوں"۔

(سیرت المہدی جلد اوّل)

یہ سکھ زمیندار حضرت دادا صاحب کی خدمت میں حیران و پریشان ہو کر واپس آیا اور عرض کیا کہ آپ کے بچے نے تو یہ جواب دیا ہے کہ "میں نے جہاں نوکر ہونا تھا ہو چکا ہوں"۔ شاید وہ سکھ حضرت مسیح موعودؑ کے اِس جواب کو اُس وقت اچھی طرح سمجھا بھی نہ ہوگا مگر دادا صاحب کی طبیعت بہت نکتہ شناس تھی۔ کچھ دیر خاموش رہ کر فرمانے لگے کہ اچھا غلام احمد نے یہ کہا ہے کہ میں نوکر ہو چکا ہوں؟ تو پھر ٹھیک ہے اللہ اسے ضائع نہیں کریگا۔" اور اس کے بعد بھی کبھی کبھی حسرت کے ساتھ فرمایا کرتے تھے کہ "سچا رستہ تو یہی ہے جو غلام احمد نے اختیار کیا ہے۔ ہم تو دنیا داری میں اُلجھ کر اپنی عمریں ضائع کر رہے ہیں"۔ مگر باوجود اس کے وہ شفقتِ پدری اور دنیا کے ظاہری حالات کے ماتحت اکثر فکرمند بھی رہتے تھے کہ میرے بعد اس بچہ کا کیا ہوگا؟ اور لازمۂ بشری کے ماتحت حضرت مسیح موعودؑ کو بھی والد کے قربِ وفات کے خیال سے کسی قدر فکر ہوا۔ لیکن اسلام کا خدا بڑا وفادار اور بڑا قدرشناس آقا ہے۔ چنانچہ قبل اس کے کہ ہمارے دادا صاحب کی آنکھیں بند ہوں خدا نے اپنے اس نوکرِ شاہی کو جس نے اپنی جوانی میں اس کا دامن پکڑا تھا اس عظیم الشان الہام کے ذریعہ تسلّی دی کہ:-

"اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ"

(تذکرہ صفحہ ۲۴)

"یعنی اے میرے بندے تو کس فکر میں ہے؟ کیا خدا اپنے بندے کے لئے کافی نہیں"؟

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اکثر فرمایا کرتے تھے اور بعض اوقات قسم کھا کر بیان فرماتے تھے کہ یہ الہام اس شان اور اس جلال کے ساتھ نازل ہوا کہ میرے دل کی گہرائیوں میں ایک فولادی میخ کی طرح پیوست ہو کر بیٹھ گیا۔ اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اِس رنگ میں میری کفالت فرمائی کہ کوئی باپ یا کوئی رشتہ دار یا کوئی دوست کیا کر سکتا تھا؟ اور فرماتے تھے کہ اس کے بعد مجھ پر خدا کے وہ متواتر احسان ہوئے کہ ناممکن ہے کہ میں ان کا شمار کر سکوں (کتاب البریّہ)

بلکہ ایک جگہ اِس خدائی کفالت کے ایک پہلو کا ذکر کرتے ہوئے انتہائی شکر کے انداز میں فرماتے ہیں کہ:-

"لُفَاظَاتُ الْمَوَائِدِ كَانَ أُكُلِيْ
وَصِرْتُ الْيَوْمَ مِطْعَامَ الْأَهَالِيْ"

(آئینہ کمالات اسلام)

"یعنی ایک زمانہ تھا کہ دوسروں کے دسترخوانوں سے بچے ہوئے ٹکڑے میری خوراک ہوا کرتے تھے۔ مگر آج خدا کے فضل سے میرے دسترخوان پر خاندانوں کے خاندان پل رہے ہیں"۔

یہ اُس زمانہ کی بات ہے کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام باہر مسجد میں یا اپنے چوبارے میں نماز اور روزہ اور تلاوت قرآن مجید اور ذکرِ الٰہی میں مصروف رہتے تھے۔ اور اندر سے ہماری تائی صاحبہ جن کے ہاتھ میں سارا انتظام تھا۔ بچا ہوا روکھا سوکھا کھانا آپ کو بھجوایا کرتی تھیں۔ خدائی نُصرت اور خدائی کفالت کے اس عجیب و غریب واقعہ میں ہماری جماعت کے نوجوانوں اور خصوصاً واقفِ زندگی نوجوانوں کے لئے بھاری سبق ہے کہ اگر وہ بھی پاک و صاف نیّت اور توکّل علی اللہ کے خالص جذبہ کے ساتھ خدا کے نوکر بنیں گے تو وہ رحیم و کریم آقا جو سب وفاداروں سے بڑھ کر وفادار اور سب قدرشناسوں سے زیادہ قدرشناس ہے۔ وہ انہیں بھی کبھی ضائع نہیں کرے گا۔ کیونکہ یہ ناممکن ہے کہ کوئی شخص اپنا ہاتھ خدا کے ہاتھ میں دے۔ اور وہ اس کے ہاتھ کو تھامنے سے انکار کرتے ہوئے اُسے بے سہارا چھوڑ دے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کیا خوب فرمایا ہے کہ:-

تجھے دنیا میں ہے کس نے پکارا
کہ پھر خالی گیا قسمت کا مارا
تو پھر ہے کس قدر اس کو سہارا
کہ جس کا تو ہی ہے سب سے پیارا

(اپنے بچوں کی آمین)

غالباً یہ بھی اسی سکھ زمیندار کا بیان ہے جس نے حضرت مسیح موعودؑ کو ہمارے دادا کی طرف سے نوکری کا پیغام لا کر دیا تھا کہ ایک دفعہ ایک بڑے افسر یا رئیس نے ہمارے دادا صاحب سے پوچھا کہ سنتا ہوں کہ آپ کا ایک چھوٹا لڑکا بھی ہے مگر ہم نے اسے کبھی دیکھا نہیں۔ دادا صاحب نے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ ہاں میرا ایک چھوٹا لڑکا تو ہے مگر وہ تازہ شادی شدہ

---

[1] مجھے اس مقالہ کو صرف ۵۵ منٹ میں ختم کرنا ہے۔

دلہنوں کی طرح کم ہی نظر آتا ہے۔ اگر اسے دیکھنا ہو تو **مسجد کے کسی گوشہ** میں جاکر دیکھ لیں وہ تو **مینٹر** ہے اور اکثر مسجد میں ہی رہتا ہے اور دنیا کے کاموں میں اسے کوئی دلچسپی نہیں۔ ہماری تائی صاحبہ کبھی کبھی بعد میں حضرت مسیح موعودؑ کی خداداد ترقی کو دیکھکر اس روایت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کرتی تھیں کہ میرے تایا (یعنی ہمارے دادا صاحب) کو گیا علم تھا کہ کسی دن **غلام احمدؑ** کی خوش بختی کیا پھل لائے گی۔ (سیرۃ المہدی و تذکرۃ المہدی مصنفہ پیر سراج الحق صاحب و سیرۃ مسیح موعودؑ مصنفہ عرفانی صاحب مخلطاً)

خاکسار جب بھی یہ روایت سنتا ہے تو مجھے لازماً رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ حدیث یاد آجاتی ہے جس میں آپ فرماتے ہیں کہ:-

رَجُلٌ کَانَ قَلْبُہٗ
مُعَلَّقًا بِالْمَسْجِدِ اِذَا
خَرَجَ مِنْہُ حَتّٰی یَعُوْدَ
اِلَیْہِ (ترمذی)

یعنی "وہ شخص خدا کے خاص فضل و رحمت کے سایہ میں ہے جس کا دل ہر وقت مسجد میں **لٹکا** رہتا ہے"۔

مسجد میں دل کے لٹکے رہنے سے یہ مراد ہے کہ ایسا شخص خدا کی محبت اور اس کی عبادت میں اتنا منہمک رہتا ہے کہ اس کا زیادہ وقت مسجد میں ہی گذرتا ہے اور اگر وہ کسی کام وغیرہ کی غرض سے مسجد سے باہر آتا ہے تو اس وقت بھی وہ گویا اپنا دل مسجد میں ہی چھوڑ آتا ہے کہ کب یہ کام ختم ہو اور کب میں اپنے نشیمن میں واپس پہنچوں۔ ہونے والے مامورین کی یہ بات ایسے حالات سے تعلق رکھتی ہے کہ جب وہ اپنے دعوٰی سے قبل ریاضات اور عبادات میں مشغول ہوتے ہیں ورنہ دعوے کے بعد تو ان کی زندگی **مجسّم جہاد** کا رنگ اختیار کرلیتی ہے جن کا ہر لمحہ باطل کا مقابلہ کرتے اور ڈوبتے ہوئے لوگوں کو بچانے میں گذرتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دل میں خدا کی محبت اتنی رچی ہوئی اور اتنا غلبہ پائے ہوئے تھی کہ اس کے مقابل پر ہر دوسری محبت ہیچ تھی اور آپ ارشاد نبویؐ کا کامل نمونہ تھے کہ:-

"اَلْحُبُّ فِی اللّٰہِ وَالْبُغْضُ فِی اللّٰہِ"

(ابو داؤد و مسند احمد)

"یعنی سچے مومن کی ہر محبت اور ہر ناراضگی خدا کی محبت اور خدا کی ناراضگی کے تابع اور اسی کے واسطے سے ہوتی ہے"۔

چنانچہ حضرت مسیح موعودؑ اپنی ایک فارسی نظم میں **خدا کی حقیقی محبت** کا پیمانہ ان الفاظ میں بیان فرماتے ہیں کہ:-

ہر چہ غیرِ خدا بخاطرِ تُست
آں بُتِ تُست اے بایماں سُست
پُر حذر باش زیں بتانِ نہاں
دامنِ دل زِ دستِ شاں برہاں

(براہین احمدیہ حصہ دوم)

"یعنی جو چیز بھی خدا کے سوا تیرے دل میں ہے وہ (اے سست ایمان والے شخص) تیرے دل کا ایک **بُت** ہے۔ تجھے چاہیئے کہ ان **مخفی بتوں** کی طرف سے ہوشیار رہ اور اپنے دل کے دامن کو ان بتوں کی دست بُرد سے بچا کر رکھ"۔

یہ ایک عجیب نظارہ ہے کہ اِدھر حضرت مسیح موعودؑ نے خدا کی خاطر دنیا سے مونہہ موڑا اور اُدھر خدا نے آپ کو دین و دنیا کی نعمتیں عطا کرنی شروع کر دیں۔ بلکہ حق یہ ہے کہ اُس نے دونو جہاں آپ کی جھولی میں ڈال دئے۔ مگر آپ کی نظر میں خدا کی محبت اور اس کے قرب کے مقابل پر ہر دوسری نعمت ہیچ تھی۔ چنانچہ ایک جگہ خدا کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں:-

اے سر و جان و دلم ہر ذرہ ام قربانِ تو
بر دلم بکشاز رحمت ہر درِ عرفانِ تو
فلسفی کز عقل مے جوید تُرا دیوانہ ہست
دُور تر ہست از خردہا آں رہِ پنہانِ تو
از حریمِ تو ازیناں ہیچ کس آگہ نہ شُد
ہر کہ آگہ شُد، شُد از احسانِ بے پایانِ تو
عاشقانِ روئے خود را ہر دو عالم میدہی
ہر دو عالم ہیچ پیشِ دیدۂ غلمانِ تو

(چشمہ مسیحی)

"یعنی اے وہ کہ تجھ پر میرا سر اور میری جان اور میرا دل اور میرا **ہر ذرہ قربان** ہے تو اپنے رحم و کرم سے میرے دل پر اپنے **عرفان کا ہر رستہ** کھول دے۔ وہ **فلسفی** تو دراصل عقل سے کورا ہے جو تجھے عقل کے ذریعہ تلاش کرتا ہے کیونکہ تیرا پوشیدہ رستہ عقلوں سے دور اور نظر دل سے مستور ہے۔ یہ سب لوگ تیری **مقدس بارگاہ** سے بے خبر ہیں۔ تیرے دروازہ تک جب بھی کوئی شخص پہنچا ہے تو صرف **تیرے احسان** کے نتیجہ میں ہی پہنچا ہے۔ تُو بے شک اپنے عاشقوں کو دونو جہان بخش دیتا ہے۔ مگر تیرے غلاموں کی نظر میں دونو جہانوں کی کیا حقیقت ہے؟ وہ تو صرف **تیرے منہ کے بھوکے** ہوتے ہیں"۔

دوست اِن شعروں پر غور کریں حضرت مسیح موعودؑ کس ناز سے فرماتے ہیں کہ اے میرے آسمانی آقا! تُو نے بیشک مجھے گویا دونو جہانوں کی نعمتیں دیدی ہیں۔ مگر مجھے ان نعمتوں سے کیا کام ہے۔ مجھے تو بس تُو چاہیئے یہ وہی بات ہے کہ حضرت موسٰےؑ کو خدا نے نبوّت دی۔ فرعون جیسے جبار بادشاہ پر غلبہ بخشا۔ ایک قوم کی سرداری عطا کی۔ مگر پھر بھی اُن کی یہی پکار رہی کہ "**رَبِّ اَرِنِیْۤ اَنْظُرْ اِلَیْکَ**" یعنی "خدایا! تیرے احسانوں کے نیچے میری گردن دبی ہوئی ہے مگر ذرا اپنا چہرہ بھی دکھا دیجئے"!

یہی حال اپنے محبوب آقا حضرت خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ صلی اللہ علیہ وسلم کی ظلّیت میں حضرت مسیح موعود کا تھا۔ چنانچہ دوسری جگہ فرماتے ہیں:-

در دو عالم مرا عزیز توئی
وانچہ میخواہم از تو نیز توئی

(دیباچہ براہین احمدیہ حصہ اول)

"یعنی دونو جہانوں میں میرا تو بس تو ہی محبوب ہے اور میں تجھ سے صرف تیرے ہی وصال کا آرزومند ہوں"۔

قرآن مجید سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اُس کے بے نظیر معنوی اور ظاہری محاسن کی وجہ سے بے حد عشق تھا۔ مگر باوجود اِس کے **قرآنی محبت** کی اصل بنیاد بھی خدا ہی کی محبت پر قائم تھی۔ فرماتے ہیں:-

دل میں یہی ہے ہر دم **تیرا صحیفہ** چوموں
قرآں کے گرد گھوموں کعبہ مرا یہی ہے

(قادیان کے آریہ اور ہم)

"یعنی قرآن کی خوبیاں تو ظاہر و عیاں ہیں مگر اس کے ساتھ میری محبت کی اصل بنیاد اس بات پر ہے کہ اے میرے آسمانی آقا! وہ **تیری طرف سے آیا ہوا مقدس صحیفہ** ہے جسے بار بار چومنے اور اُس کے ارد گرد طواف کرنے کے لئے میرا دل بے چین رہتا ہے"۔

ایک صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بیل گاڑی میں بیٹھ کر قادیان سے بٹالہ تشریف لے جا رہے تھے (اور یہ سفر بیل گاڑی کے ذریعہ قریباً پانچ گھنٹے کا تھا) حضرت مسیح موعود نے قادیان سے نکلتے ہی اپنی حمائل شریف کھول لی اور سورۃ **فاتحہ** کو پڑھنا شروع کیا اور برابر پانچ گھنٹے تک اسی سورۃ کو استغراق کے ساتھ پڑھتے رہے کہ گویا وہ ایک **وسیع سمندر** ہے جس کی گہرائیوں میں آپ اپنے ازلی محبوب کی **محبت و رحمت** کے موتیوں کی تلاش میں غوطے لگا رہے ہیں۔ (سیرۃ المہدی حصہ دوم صفحہ ۱۰۶)

جب آپ کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ کو اِس کثرت اور اِس تکرار کے ساتھ اپنی وفات کے قُرب کے بارے میں الہام ہوئے کہ کوئی اور ہوتا تو اُس کے ہاتھ پاؤں ڈھیلے پڑ جاتے مگر چونکہ آپ کو خدا کے ساتھ کامل محبت تھی اور اُخروی زندگی پر ایسا ایمان تھا کہ گویا آپ اُسے اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھ رہے ہیں آپ ان پے در پے الہاموں کے باوجود ایسے شوق اور ایسے انہماک کے ساتھ دین کی خدمت میں لگے رہے کہ گویا کوئی بات ہوئی ہی نہیں۔ بلکہ اس خیال سے اپنی کوششوں کو تیز سے تیز تر کر دیا کہ اب میں اپنے محبوب سے ملنے والا ہوں۔ اس لئے اُس کے قدموں میں ڈالنے کے لئے جتنے **پھُول** بھی چُن سکوں چُن لوں۔ (سلسلہ احمدیہ)

یہ اسی طرح کی کیفیت تھی جس کے ماتحت آپ کے آقا رسولِ پاک صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے مرض الموت میں شوق کے ساتھ فرمایا تھا کہ

اَللّٰھُمَّ الرَّفِیْقَ الْاَعْلٰی
اَللّٰھُمَّ الرَّفِیْقَ
الْاَعْلٰی۔

(صحیح بخاری)

"یعنی خدایا! اب میں تیرے قدموں میں حاضر ہو رہا ہوں اور تیری قریب ترین معیّت کا آرزومند ہوں"۔

خدا نے بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس محبّت کو ایسی قدر شناسی سے نوازا کہ جو اسی کی بے پایاں رحمت کا حق اور اسی کی بے نظیر قدر شناسی کے شایانِ شان ہے۔ چنانچہ آپ کو مخاطب کر کے فرماتا ہے:۔

"اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَةِ تَوْحِیْدِیْ وَتَفْرِیْدِیْ۔
اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَةِ وَلَدِیْ۔
اِنِّیْ مَعَکَ یَا ابْنَ رَسُوْلِ اللّٰہ"

(تذکرہ صفحہ ۷۰، ۵۰۱ و ۶۳۶)

"یعنی چونکہ اس زمانہ میں تُو میری توحید کا علَم بردار ہے اور توحید کے کھوئے ہوئے متاع کو دنیا میں دوبارہ قائم کر رہا ہے اس لئے اے مسیح محمدی! تُو مجھے ویسا ہی پیارا ہے جیسے کہ میری توحید اور تفرید۔ اور چونکہ عیسائیوں نے جھوٹ اور افتراء کے طور پر اپنے مسیح کو خدا کا اصلی بیٹا بنا رکھا ہے اس لئے میری غیرت نے تقاضا کیا کہ میں تیرے ساتھ ایسا پیار کروں کہ جو اولاد کا حق ہوتا ہے تا کہ دنیا پر ظاہر ہو کہ محمد رسول اللہ کے شاگرد تک اطفال اللہ کے مقام کو پہنچ سکتے ہیں اور چونکہ تو میرے محبوب محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے دین کی خدمت میں دن رات مستغرق اور اُس کی محبّت میں محو ہے اس لئے میں تجھے اپنے اس محبوب کے رُوحانی فرزند کی حیثیّت میں اپنی لازوال محبّت اور اپنی دائمی معیّت کے تمغہ سے نوازتا ہوں۔"

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھی اللہ تعالےٰ کی اِس محبّت اور اِس معیّت اور اِس غیرت پر ناز تھا۔ چنانچہ جب آپ کو ۱۹۰۴-۵ء میں مولوی کرم دین والے مقدمہ میں یہ اطلاع ملی کہ ہندو مجسٹریٹ کی نیّت ٹھیک نہیں اور وہ آپ کو قید کرنے کی داغ بیل ڈال رہا ہے تو آپ اُس وقت ناسازیٔ طبع کی وجہ سے لیٹے ہوئے تھے۔ یہ الفاظ سُنتے ہی جوش کے ساتھ اُٹھ کر بیٹھ گئے اور بڑے جلال کے ساتھ فرمایا کہ:۔

"وہ خدا کے شیر پر ہاتھ ڈال کر تو دیکھے!"

(سیرۃ المہدیؑ حصّہ اوّل)

چنانچہ اپنے ایک شعر میں بھی فرماتے ہیں کہ:۔

جو خدا کا ہے اسے للکارنا اچھا نہیں
ہاتھ شیروں پر نہ ڈال اے روبۂ زار و نزار

(براہین احمدیہ حصّہ پنجم)

اور اسی نظم میں دوسری جگہ فرماتے ہیں کہ:۔

سر سے میرے پاؤں تک وہ یار مجھ میں ہے نہاں
اے مرے بدخواہ کرنا ہوش کر کے مجھ پہ وار

دوستو! میں خدا کے ساتھ حضرت مسیح موعودؑ کی بے نظیر محبّت اور پھر حضرت مسیح موعودؑ کے ساتھ خدا کی لازوال محبّت کی ایک بہت چھوٹی سی جھلک آپ کو دکھا رہا ہوں۔ اب اس بیج کو اپنے دلوں میں پیدا کرنا اور پھر اس پودے کو خدائی محبّت کے پانی سے پروان چڑھانا آپ لوگوں کا کام ہے۔ قرآن کے اِس زرّین ارشاد کو کبھی نہ بھولو کہ:۔

"اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ" (بقرہ ۱۶۶)

"یعنی مومنوں کے دلوں میں خدا کی محبّت سب دوسری محبّتوں پر غالب ہونی چاہیئے۔"

محبّتِ الٰہی کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ ایک جگہ ایسے رنگ میں گفتگو فرماتے ہیں کہ گویا آپ اِس محبّت کی شرابِ طہور میں مخمور ہو کر اپنے خدا سے ہمکلام ہو رہے ہیں۔ فرماتے ہیں:۔

"میں اُن نشانوں کو شمار نہیں کر سکتا جو مجھے معلوم ہیں (اگر دنیا انہیں نہیں دیکھتی لیکن اَے میرے خدا) میں تجھے پہچانتا ہوں کہ تُو ہی میرا خدا ہے۔ اور میری رُوح تیرے نام سے ایسی اُچھلتی ہے جیسے ایک شیر خوار بچّہ ماں کے دیکھنے سے اُچھلتا ہے لیکن اکثر لوگوں نے مجھے نہیں پہچانا اور نہ قبول کیا۔"

(تریاق القلوب)

اور دوسری جگہ اللہ تعالےٰ کو گواہ رکھ کر فرماتے ہیں:۔

"دیکھ! میری رُوح نہایت توکّل کے ساتھ تیری طرف ایسی پرواز کر رہی ہے جیسا کہ ایک پرندہ اپنے آشیانہ کی طرف آتا ہے سو میں تیری قدرت کے نشان کا خواہشمند ہوں لیکن نہ اپنے لئے اور نہ اپنی ذات کے لئے بلکہ اِس لئے کہ لوگ تجھے پہچانیں اور تیری پاک راہوں کو اختیار کریں۔"

(ضمیمہ تریاق القلوب)

پھر اِسی محبّتِ الٰہی کے جوش میں اپنے اور اپنے مخالفوں کے درمیان حق و انصاف کا فیصلہ چاہتے ہوئے اپنی جان اور اپنے مال و متاع اور اپنی عزّت و آبرو اور اپنے جمیع کاروبار کی بازی لگاتے ہوئے خدا کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں اور کس جذبہ اور ولولہ سے فرماتے ہیں

اے قدیر و خالقِ ارض و سما
اے رحیم و مہربان و رہنما
اے کہ میداری تو بر دلہا نظر
اے کہ از تو نیست چیزے مستتر
گر تو مے بینی مرا پُر فسق و شر
گر تو دیدستی کہ ہستم بد گہر
پارہ پارہ کن منِ بدکار را
شاد کن ایں زمرۂ اغیار را
آتش افشاں بر در و دیوارِ من
دشمنم باش و تبہ کن کارِ من
ور مرا از بندگانت یافتی
قبلۂ من آستانت یافتی
در دلِ من آں محبّت دیدۂ
کز جہاں آں راز را پوشیدۂ
بامن از روئے محبّت کار کُن
اندکے افشاءِ آں اسرار کُن
اے کہ آئی سوئے ہر جویندۂ
واقفی از سوزِ ہر سوزندۂ
زاں تعلق ہا کہ باتو داشتم
زاں محبّت ہا کہ در دل کاشتم
خود بروں آ از پئے ابراءِ من
اے تو کہف و ملجاؤ ماوائے من
آتشے کاندر دلم افروختی
وزدمِ آں غیرِ خود را سوختی
ہم ازاں آتش رُخِ من بر فروز
ویں شبِ تارم مبدّل کُن بروز

(حقیقۃ المہدیؑ)

"یعنی اے میرے قادر و قدیر خدا۔ اے وہ جو زمین و آسمان کا واحد خالق و مالک ہے۔ اے وہ جو اپنے بندوں پر بے انتہا رحم کرنے والا اور اُن کی ہدایت کا بے حد آرزو مند ہے ہاں اے میرے آسمانی آقا جو لوگوں کے دلوں کی گہرائیوں پر نظر رکھتا ہے۔ جس پر زمین و آسمان کی کوئی چیز بھی پوشیدہ نہیں۔ اگر تو دیکھتا ہے کہ میرا اندرونہ فسق و فساد اور فتنہ و شر کی نجاست سے بھرا ہوا ہے۔ اگر تو مجھے ایک بدفطرت اور ناپاک سیرت انسان خیال کرتا ہے۔ تو میں تجھے تیرے جبروت کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ مجھ بدکار کو پارہ پارہ کر کے رکھ دے اور میرے مخالفوں کے دلوں کو ٹھنڈا کر۔ تو میرے در و دیوار پر اپنے عذاب کی آگ برسا اور میرا دشمن بن کر میرے کاموں کو تباہ و برباد کر دے۔ لیکن اگر تو جانتا ہے کہ میں تیرا اور صرف تیرا ہی بندہ ہوں۔ اور اگر تو دیکھ رہا ہے کہ صرف تیرا ہی مبارک آستانہ میری پیشانی کی سجدہ گاہ ہے۔ اگر تو میرے دل میں اپنی وہ بے پناہ محبّت پاتا ہے جس کا راز اِس وقت تک دنیا کی نظروں سے پوشیدہ ہے۔ تو اے میرے پیارے آقا! تُو مجھے اپنی محبّت کا کرشمہ دکھا اور میرے عشق کے پوشیدہ راز کو لوگوں پر ظاہر فرما دے۔ ہاں اے وہ جو کہ ہر متلاشی کی طرف خود چل کر آتا ہے اور ہر اُس شخص کے دل کی آگ سے واقف ہے جو تیری محبّت میں جل رہا ہے۔ میں تجھے اپنی اُس محبّت کے پودے کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ جو میں نے تیرے لئے اپنے دل کی گہرائیوں میں لگا رکھا ہے کہ تو میری بریّت کے لئے باہر نکل آ۔ ہاں ہاں اے وُہ جو میری پناہ اور میرا سہارا اور میری حفاظت کا قلعہ ہے وہ محبّت کی آگ جو تُو نے اپنے ہاتھ سے میرے دل میں روشن کی ہے اور جس کی وجہ سے میرے دل و دماغ میں تیرے سوا ہر دوسرا خیال جل کر راکھ ہو چکا ہے تُو اب اِسی آگ کے ذریعہ میرے پوشیدہ چہرے کو دنیا پر ظاہر کر دے اور میری تاریک رات کو دن کی روشنی میں بدل دے۔"

اِس عجیب و غریب نظم میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ذاتِ باری تعالےٰ

کے سامنے جس بے پناہ محبت کا اظہار کیا ہے وہ اتنی ظاہر وعیاں ہے کہ اس پر کسی تبصرہ کی ضرورت نہیں۔ ان اشعار کے الفاظ اُس اسفنج کے ٹکڑے کا رنگ رکھتے ہیں جس کے رگ، و ریشہ میں صفّے پانی کے قطرات اس طرح بھرے ہوئے ہوں کہ اسفنج کو پانی سے اور پانی کو اسفنج سے ممتاز کرنا ناممکن ہو جائے۔ مگر میں ان اشعار کی تحدّی اور خدائی نصرت پر کامل بھروسہ کے پہلو کے متعلق دوستوں کو ضرور تھوڑی سی توجّہ دلانا چاہتا ہوں۔ یہ اشعار جیسا کہ ہماری جماعت کے اکثر واقف کار اصحاب جانتے ہیں ۱۸۹۹ء میں کہے گئے تھے۔ جس پر اِس وقت ساٹھ سال کا عرصہ گذرا ہے جس کا زمانہ پانے والے اس وقت ہزاروں لاکھوں لوگ موجود ہوں گے اور یہ عرصہ قوموں کی زندگی میں گویا کچھ بھی نہیں۔ مگر اس قلیل عرصہ میں اللہ تعالےٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کے اِن غیرت دلانے والے متحدّیانہ الفاظ کے نتیجہ میں جس غیر معمولی رنگ میں ہزاروں مخالفتوں کے باوجود آپ کے سلسلہ کو ترقی دی اور اُس کی نُصرت فرمائی اور اسے پھیلایا اور اسے اوپر اٹھایا ہے اس کا چھوٹا سا نظارہ ہمارے سالانہ جلسوں میں نظر آتا ہے جبکہ دو تین سو کی تعداد سے ترقی کر کے جماعت احمدیہؐ کے نمائندے (نہ کہ کُل افراد) جو آجکل جلسہ سالانہ کے موقع پر مرکزِ سلسلہ میں جمع ہوتے ہیں خدا کے فضل سے قریباً ستّر اسّی ہزار کی تعداد کو پہنچ جاتے ہیں اور احمدیت کے ذریعہ اسلام کا جھنڈا دنیا کے اکثر آزاد ملکوں میں بلند و بالا ہو کر لہرا رہا ہے اور جو لوگ اس سے پہلے محمّد مصطفٰےؐ صلے اللہ علیہ وسلم کو نعوذ باللہ گالیاں دیتے تھے وہ آج مسیح محمدیؐ کے خدام کے ذریعہ حلقہ بگوشِ اسلام ہو کر آپ پر درود و سلام بھیج رہے ہیں کیا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا۔

بالآخر میں اپنے مضمون کے اس حصّہ کے متعلق جو محبّت الٰہی کے ساتھ تعلق رکھتا ہے صرف یہ بات کہہ کر اسے ختم کرتا ہوں کہ خدا تعالےٰ کے ساتھ حضرت مسیح موعودؑ کی محبّت کا جذبہ آپ کی ذات تک ہی محدود نہیں تھا بلکہ آپ کو اس بات کی بھی انتہائی تڑپ تھی کہ یہ عشق کی چنگاری دوسروں کے دلوں میں بھی پیدا ہو جائے۔ چنانچہ آپ اپنی مشہور و معروف تصنیف "کشتی نوحؑ" میں فرماتے ہیں:-

"کیا ہی بدقسمت ہے وہ انسان جس کو یہ پتہ نہیں کہ اُس کا ایک خدا ہے جو ہر چیز پر قادر ہے ہمارا بہشت ہمارا خدا ہے۔ ہماری اعلےٰ لذّات ہمارے خدا میں ہیں۔ کیونکہ ہم نے اُس کو دیکھا اور ہر ایک خوبصورتی اُس میں پائی۔ یہ دولت لینے کے لائق ہے اگرچہ جان دینے سے ملے۔ اور یہ لعل خریدنے کے لائق ہے اگرچہ تمام وجود کھونے سے حاصل ہو۔ اَے محرومو! اِس چشمہ کی طرف دوڑو کہ وہ تمہیں سیراب کرے گا۔ یہ زندگی کا چشمہ ہے جو تمہیں بچائیگا میں کیا کروں اور کس طرح اِس خوشخبری کو دلوں میں بٹھادوں۔ کس دَف سے بازاروں میں مُنادی کروں کہ تمہارا یہ خدا ہے تا لوگ سُن لیں۔ اور کس دوا سے میں علاج کروں تا سُننے کے لئے لوگوں کے کان کھلیں۔؟"

(کشتی نوحؑ)

دوستو۔ اِن الفاظ پر غور کرو اور اُس محبّت اور اُس تڑپ کی گہرائی کا اندازہ لگانے کی کوشش کرو جو ان الفاظ کی تہہ میں پنہاں ہے۔ آپ یقیناً اس کا صحیح اندازہ نہیں کر سکتے مگر جس قدر اندازہ بھی آپ اپنے ظرف کے مطابق کریں گے اس کے نتیجہ میں لازماً آپ کی رُوحانیّت میں اعلیٰ قدرِ مراتب غیر معمولی بلندی اور غیر معمولی ترقی اور غیر معمولی روشنی پیدا ہوگی۔ (باقی)

درخواستہائے دعا

میرے چچا چوہدری رحمت علی صاحب ننگلی کی اہلیہ محترمہ (مقیم سیالکوٹ) چھ سات ماہ سے سخت بیمار ہیں احباب کرام و بزرگانِ سلسلہ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ انہیں شفائے کاملہ عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین۔

نیز چوہدری فضل الدین صاحب ننگلی کرہی سندھ میں سخت بیمار ہیں احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ انہیں صحت کاملہ عطا کرے۔ آمین

(محمد یعقوب کاتب الفضل)

یومِ مصلح موعود

احباب جماعت! ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کا دن سلسلہ احمدیہ کی تاریخ میں ایک نہایت اہم دن ہے۔ اس تاریخ کو سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خدا تعالےٰ سے علم پا کر وہ عظیم الشّان پیشگوئی فرمائی جس کے پورا ہونے کے ہم سب زندہ گواہ ہیں۔

چونکہ ۲۰ فروری قریب آرہی ہے جماعتوں کو چاہیئے ابھی سے اپنے اپنے مقام پر "یوم مصلح موعودؑ" منانے کی تیاری شروع کر دیں اور تقاریر کے ذریعہ سے اپنوں اور دیگر احباب کو اس پیشگوئی کی سچّائی اور عظمت سے آگاہ اور واقف کریں۔

(ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد)

پہلے تین چار ماہ میں ادائیگی

تحریک جدید کے چندہ کے متعلق سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا ایک قیمتی ارشاد

فرمایا:- "زیادہ صحیح طریق یہ ہے کہ ہر احمدی تحریک جدید میں حصّہ لے اور بڑھ چڑھ کر حصّہ لے۔ زندگی کو اتنا سادہ بنالے کہ اس پر یہ قربانی بوجھ نہ ہو۔ اور تمام وعدے پہلے تین چار ماہ میں ہی ادا ہو جائیں"

تحریک جدید کے سال نو کا اعلان یکم نومبر کو ہوا تھا اور ماہ جنوری اس کا چوتھا مہینہ بنتا ہے۔ اپنا چندہ ۲۰ فروری سے پہلے پہلے ادا فرما کر یوم مصلح موعود کی تقریب پر ہونے والی دعائیں حاصل کرنے کی کوشش فرمائیے۔

(وکیل المال تحریک جدید ربوہ)

تمام مجالس انصار اللہ کارگذاری کی ماہانہ رپورٹیں بھجوائیں

تمام مجالس انصار اللہ کے زعماء اعلیٰ۔ زعماء اصحاب کی خدمت میں گزارش ہے کہ ازراہ کرم ماہ جنوری کی کارگزاری رپورٹیں جلد ارسال فرمادیں۔ اور آئندہ کے لئے اہتمام فرمادیں کہ ہر ماہ کی دس تاریخ تک گزشتہ ماہ کی رپورٹ مرکز میں بھجوادی جایا کرے۔

(خاکسار قائد عمومی مجلس انصار اللہ مرکزیہ)

ضروری تصحیح

الفضل مؤرخہ ۲۹ جنوری ۱۹۶۰ء کے صفحہ ۳ پر "علم انعامی کے معیاروں کے مطابق نمایاں کام کرنے والی مجالس خدام الاحمدیہ" کے عنوان سے جو اعلان شائع ہوا ہے اس میں غلطی سے یہ لکھ دیا گیا ہے کہ جلسہ سالانہ کے موقعہ پر محترم چوہدری محمد ظفر اللہ خاں صاحب نے یہ اعلان پڑھ کر سنایا۔ دراصل یہ اعلان جلسہ سالانہ کے موقعہ پر ۲۴ جنوری کو حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی نے فرمایا تھا احباب تصحیح فرمالیں۔ (ادارہ)

۱۴ر فروری ۱۹۶۰ء کو ہونے والا صدارتی بیلٹ

انتظامات اور دیگر ضروری امور پر ایک نظر

(قسط ۲)

خفیہ بیلٹ

الیکشن کمیشن پاکستان نے اتوار ۱۴ر فروری کو پورے پاکستان میں صدارتی بیلٹ کا انتظام کیا ہے۔ مقامی کونسلوں کے منتخب شدہ ممبر اس تاریخ کو خفیہ بیلٹ کے ذریعہ اپنی رائے کا اظہار کریں گے۔ کہ آیا انہیں صدر پاکستان پر اعتماد ہے یا نہیں "خفیہ بیلٹ" سے صحیح مفہوم ظاہر نہیں ہوتا علاوہ اس کے لفظ "خفیہ" کچھ ایسا خفیف ہو چکا ہے، کہ عوام اس کو دیکھتے ہی یا سنتے ہی چونک ہو جاتے ہیں۔

"خفیہ بیلٹ" سے مراد یہ ہے۔ کہ انتخاب میں اس طور سے رائے دہی کا انتظام ہو کہ ووٹ دینے والے کے سوا کسی اور کو یہ علم نہ ہو سکے کہ انہوں نے کیا رائے دی۔ آزادی کے ساتھ اور پوری رازداری میں ووٹ دینا انتخاب کی جان ہوتی ہے۔ اس لئے یہ ضروری ہے۔ کہ انتخاب میں ووٹروں پر کسی قسم کا دباؤ نہ ہو۔ اور وہ اپنی اپنی رائے کا آزادانہ اظہار کریں۔

الیکشن کمیشن پاکستان نے صدارتی بیلٹ کے لئے ہر پولنگ اسٹیشن میں ایسا انتظام کیا ہے۔ کہ ہر ووٹر آزادی اور پوری رازداری میں ووٹ دے سکیں۔ ووٹ کی پرچی پر نشان لگا کر رائے کا اظہار کرنے کے لئے ایک علیحدہ کمرہ ہوگا۔ جس کے قریب ووٹر کے علاوہ اور کوئی نہیں جا سکتا۔ اور جس کے اندر ایک وقت میں ایک ہی ووٹر کو داخل ہونے دیا جائیگا۔ پولنگ اسٹیشن کے پریزائیڈنگ افسر نہ تو خود دیکھیں گے، نہ پوچھیں گے۔ اور نہ کسی اور کو یہ دیکھنے یا پوچھنے کی اجازت دیں گے کہ کس ووٹر نے کیا رائے دی۔

اس کے علاوہ ووٹ کی پرچی جس وقت ووٹر کو دی جائے گی۔ تو اس وقت کسی بھی کاغذ پر ووٹر کے دستخط نہیں لئے جائیں گے۔ اور نہ اس بات کی اجازت ہوگی کہ ووٹر سوائے نشان لگانے کے ووٹ کی پرچی پر کچھ اور لکھیں۔ ووٹ کی پرچی ووٹر کو دیتے وقت پریزائیڈنگ افسر بھی صرف ووٹروں کی فہرست میں ووٹر کے نام کے آگے نشان لگائیں گے۔ اور ووٹ کی پرچی پر دستخط کریں گے۔ اس طرح یہ معلوم نہیں ہو سکے گا۔ کہ کوئی استعمال شدہ پرچی کس ووٹر کی تھی۔ ووٹ کی پرچیوں پر سلسلہ وار نشان لگائے گئے ہیں۔

ووٹ کی پرچی اور اس کے نشان

دنیا کے بہت سے ممالک میں اب انتخابات کا جو نیا اور بہتر طریقہ اختیار کیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ صرف ایک بیلٹ بکس کا استعمال ہو۔ جو پولنگ اسٹیشن کے پریزائیڈنگ افسر کے سامنے رکھا ہو اور ووٹ کی پرچی پر اُمیدواروں کے نام اور ان کی اپنی اپنی علامتیں ان کے ناموں کے سامنے چھپی ہوں۔ اور پرچیوں پر ووٹر تخلیہ میں نشان لگا کر لائیں۔ اور پریزائیڈنگ افسر کے سامنے بیلٹ بکس میں ڈال دیں۔ رائے دہی کے اس طریقہ کی خوبی یہ ہے۔ کہ رائے دہی راز میں رہتی ہے۔ دوسرے یہ کہ اس کا امکان قطعی نہیں رہتا۔ کہ کوئی ووٹر بیلٹ بکس میں پرچی ڈالنے کی بجائے اس کا ناجائز استعمال کرنے یا فروخت کرنے کے لئے اسے باہر لے کر چلا جائے۔ تیسری خوبی یہ ہے۔ کہ غلطی یا بے ایمانی کا امکان نہیں رہتا۔

دوسرے طریقہ میں ووٹ کی پرچی سادہ ہوتی ہے۔ جو ہر اُمیدوار کے علیحدہ علیحدہ بکسوں میں ڈالی جاتی ہے۔ اس میں اس کا امکان ہو سکتا ہے کہ کسی ایک بکس کی پرچیاں دوسرے بکس کی پرچیوں سے دانستہ یا غیر دانستہ طور پر ملا دی جائیں یا مل جائیں، چونکہ ووٹ کی پرچیاں سادہ ہوتی ہیں۔ اس سے یہ پتہ نہیں چل سکتا۔ کہ کس اُمیدوار کی جائز پرچیاں دوسرے کی پرچیوں سے مل گئیں۔

الیکشن کمیشن پاکستان نے رائے دہی کا نیا طریقہ اختیار کیا ہے۔ اس طریقہ کے مطابق پورے پاکستان میں پہلی مرتبہ رائے دہی ۱۴ر فروری کو ہونے والے صدارتی بیلٹ میں ہوگی۔ ہر ممکن کوشش کی گئی ہے کہ ہر ایک ووٹر کو آسانی کے ساتھ اپنی رائے ظاہر کرنے کا طریقہ معلوم ہو جائے۔

ووٹ کی پرچی پر یہ سوال چھپا ہوا ہے۔

"کیا آپ کو صدر فیلڈ مارشل محمد ایوب خان (ہلال پاکستان، ہلال جرأت) پر اعتماد ہے؟"

یہ سوال اس طرح لکھا گیا ہے۔ کہ وہ اُن ووٹر خانوں پر حاوی نظر آتا ہے۔ جن کا ذکر آگے آئیگا چونکہ اس سوال کے جواب میں ووٹروں کو اپنی رائے کا اظہار اثبات یا نفی میں کرنا ہے۔ اس لئے ووٹ کی پرچی پر دو خانے بنائے گئے ہیں۔ ایک خانہ میں صدر پاکستان کی تصویر ہے۔ اور اس کے برابر "ہاں" چھپا ہوا ہے۔ دوسرے خانہ میں اتنی ہی جگہ میں نیلا رنگ بھرا ہوا ہے۔ اور اس کے برابر "نہیں" چھپا ہوا ہے چونکہ پہچان کے لئے علامتیں رواج کے ماتحت رائے دہی اور انتخابات کا ایک جزو بن گئی ہیں۔ اور چونکہ خاص طور پر ان سے ناخواندہ حضرات کو اپنی رائے کا اظہار کرنے یا ووٹ دینے میں مدد ملتی ہے۔ اس وجہ سے ۱۴ر فروری کو ہونے والے صدارتی بیلٹ میں بھی پہچان کے لئے علامتوں کا استعمال کیا گیا ہے پہلے طریقہ کے مطابق یہ علامتیں مختلف بکسوں پر چسپاں ہوتی ہیں۔ لیکن صدارتی بیلٹ میں صرف ایک بیلٹ بکس کا استعمال ہوگا۔ جس میں دونوں "ہاں" اور "نہیں" کی پرچیاں ڈالی جائیں گی۔ پہچان کی یہ علامتیں ووٹ کی پرچی پر چھاپی گئی ہیں۔ "ہاں" کی علامت کے طور پر ایک خانہ میں صدر پاکستان کی تصویر چھاپی گئی ہے۔ اور "نہیں" کی علامت کے طور پر دوسرے خانہ میں اتنی ہی جگہ میں نیلا رنگ بھر دیا گیا ہے۔

ووٹ کی پرچی خاص کاغذ پر چھاپی گئی ہے جس کی کسی اور جگہ نقل نہیں کی جا سکتی۔ بیلٹ بکس میں جب ووٹر یہ پرچی ڈالے گا۔ تو پریزائیڈنگ افسر ووٹ کی پرچی پر ووٹر کا ڈالا ہوا نشان دیکھے بغیر یہ اطمینان کر لیگا۔ کہ بکس میں ووٹ کی پرچی ہی ڈالی گئی ہے۔ چونکہ ووٹ کی پرچی پشت پر ایک خاص قسم کی چھپائی کی گئی ہے جسے پریزائیڈنگ افسر دور سے دیکھ کر پہچان سکیں گے۔ اس لئے جب نقلی ہوئی پرچی بکس میں ڈالی جائیں گی۔ تو پریزائیڈنگ افسر کو معلوم ہو جائیگا۔ کہ بکس میں صرف پرچی ہی ڈالی گئی ہے۔

صدارتی بیلٹ کے انتظامات مکمل ہوگئے

(جناب غلام رسول سومرو الیکشن کمشنر کی تقریر)

اتوار ۱۴ر فروری ۱۹۶۰ء کو ہونے والے صدارتی بیلٹ کے قریب قریب سارے انتظامات الیکشن کمیشن نے طے کر لئے ہیں۔

بیلٹ کے سلسلے میں یہ انتظامات کئے گئے ہیں لوہے کے بنے ہوئے بیلٹ بکس اچھی طرح جانچ پڑتال کرنے کے بعد ضلعوں میں بھیج دیئے گئے ہیں۔ یہ بیلٹ بکس محفوظ طریقہ سے بند کئے جا سکتے ہیں۔ اور انہیں توڑا نہیں جا سکتا۔ ان کے استعمال کے متعلق پریزائیڈنگ افسروں کو چھپی ہوئی ہدایتیں بھیجی جا چکی ہیں۔ جن میں نقشوں اور تصویروں کے ذریعہ استعمال کا طریقہ سمجھایا گیا ہے۔ تاکہ پریزائیڈنگ افسر بکسوں کو کھولنا اور بند کرنا سمجھ سکیں۔ ہر پولنگ اسٹیشن کے لئے ایک ایک بیلٹ بکس ہوگا۔ اور پریزائیڈنگ افسر کے پاس ایک زائد بکس بھی ہوگا جو ضرورت کے وقت کام میں لایا جا سکے گا۔ اگر مزید ضرورت ہوئی تو تیسرا بیلٹ بکس بھی آسانی کے ساتھ مہیا کیا جا سکے گا۔ پریزائیڈنگ افسر کو یہ بکس فراہم کرنے کی ایسی تاریخیں مقرر کی گئی ہیں۔ کہ وہ ان کے پاس ۱۴ر فروری سے کافی پہلے پہنچ جائیں تاکہ وہ انہیں کھولنے اور بند کرنے کا طریقہ سمجھ سکیں۔

ووٹ کی پرچیاں چھپ کر سارے ملک کے ضلعوں میں بھیج دی گئی ہیں۔

یہ پرچیاں پولنگ اسٹیشنوں میں کافی پہلے سے موجود رہیں گی۔ اور حفاظت کے ساتھ رکھی جائیں گی۔ اس سلسلہ میں احتیاط برتی گئی ہے۔ کہ ووٹ کی ان پرچیوں کی کسی جگہ نقلیں تیار نہ کی جا سکیں۔ پرچیوں پر ووٹر جو نشان لگائیں گے۔ اس کے لئے سہل طریقہ رکھا گیا ہے۔ مقامی کونسلوں کے اُن ممبروں کو جو مغربی پاکستان میں ہیں۔ اردو میں اور انہیں جو مشرقی پاکستان میں ہیں۔ بنگالی زبان میں انفرادی طور پر ایک ایک خط لکھا گیا ہے۔ جن میں ووٹ دینے کا طریقہ بتایا گیا ہے۔ اس خط میں ووٹر یعنی مقامی کونسل کے منتخب ممبر سے کہا گیا ہے۔ کہ وہ اپنا رائے دہی کا حق آزادی کے ساتھ اور بغیر کسی خوف و خطر کے استعمال کر سکتے ہیں۔ ووٹ ڈالنے سے پہلے اگر کوئی ووٹر کسی مزید وضاحت کی ضرورت محسوس کریں تو وہ اپنے علاقہ کے پریزائیڈنگ افسر سے دریافت کر سکتے ہیں۔ ان افسروں کو ہدایت دی جا چکی ہے کہ وہ ووٹر کے استفسار کا وضاحت کے ساتھ جواب دیں۔ ووٹ کی پرچی پر اپنی رائے کا اظہار کرنے کے لئے علیحدہ کمرہ (بوتھ) میں ایک پنسل بھی رکھی ہوگی۔ اور اگر ووٹر یہ نشان روشنائی سے لگانا چاہیں۔ تو اس پر کوئی پابندی نہ ہوگی۔

مختلف سطح کے افسروں کے نام واضح اور تفصیلی ہدایتیں جاری کی جا چکی ہیں۔ تاکہ وہ انکی تعمیل میں بیلٹ کا انتظام کرائیں۔ الیکشن کمیشن کی طرف سے ڈھاکہ، لاہور اور حیدرآباد میں ایک ایک ریجنل الیکشن کمشنر اور کوئٹہ میں ڈسٹرکٹ الیکشن افسر موجود ہیں۔ تاکہ اگر ان علاقوں میں کوئی مشکل پیش آئے تو وہ اُسے دور کر سکیں۔

یہ بات کمیشن کے لئے مسرت کا باعث ہے۔ کہ اس کی جاری کی ہوئی ہدایتوں پر عمل کیا گیا ہے۔ اور متعلقہ افسروں نے کم وقت میں صدارتی بیلٹ کے تمام انتظامات مکمل کر لئے ہیں ووٹروں کی فہرستیں ضلع وار مرتب کی گئی ہیں۔ اس کے بعد ان سے ہر پولنگ اسٹیشن کے لئے ایک الگ الگ فہرست تیار کی گئی ہے۔ تاکہ ہر پولنگ اسٹیشن کے اپنے ووٹروں کا علم ہو سکے۔ یہ فہرستیں جاری کرنے والے افسروں کی مہر اور دستخط بھی ان فہرستوں پر ہوں گے۔ ہر ووٹر کا اپنا شناختی کارڈ اس کے نام جاری کیا جا چکا ہے۔ پریزائیڈنگ افسروں کی نامزدگی ہو چکی ہے۔ اور پولنگ اسٹیشن طے کئے جا چکے ہیں۔ اسی طرح بیلٹ بکس اور ضروری فارم روانہ کئے جا چکے ہیں۔ پنسل، کاغذ، لفافے اور دوسرا سامان تقسیم کیا جا رہا ہے۔ اور اس کا انتظام کیا گیا ہے۔ کہ ہر پولنگ اسٹیشن پر قانون کی پابندی کی جائے۔ اور ووٹ تنظیم اور سلیقہ کے ساتھ ڈالے جائیں۔

اب کوئی اور انتظام کرنا باقی نہیں ہے جو باقی ہے وہ یہ ہے۔

۱۹۵۹ء کے بنیادی جمہوریتوں کے حکم کے مطابق مقامی کونسلوں کے جن منتخب ممبروں کے ناموں کا اعلان ہو چکا ہے اور جو صدارتی بیلٹ کے ووٹر ہیں۔ ان سے کہا جائے۔ کہ صدارتی بیلٹ کے انتظامات مکمل ہو چکے ہیں اتوار ۱۴ر فروری ۱۹۶۰ء کو وہ سب اپنے اپنے پولنگ اسٹیشن تشریف لیجائیں اور اپنا اپنا ووٹ ڈالیں۔ جیتے رہو دوستو۔ دل شاد

غربت اور ناداری ختم کرنے کیلئے اناج کی قلت دور کرنا ہوگی

پشاور یونیورسٹی کے جلسۂ تقسیم اسناد میں گورنر اختر حسین کا اعلان

پشاور ۸ فروری۔ گورنر مغربی پاکستان مسٹر اختر حسین نے کل پشاور یونیورسٹی کے نویں جلسہ تقسیم اسناد سے خطاب کرتے ہوئے طلبہ کو یاد دلایا کہ پیداوار ملک کا اہم ترین مسئلہ ہے آپ نے کہا کہ ملک میں افلاس اور ناداری ختم کرنے کے لئے خوراک کی قلت دور کرنا ہوگی۔

گورنر اختر حسین نے پیداوار اور سماجی تنظیم کے دقیانوسی طریقے ترک کرنے کا مشورہ دیا۔ آپ نے زرعی کالج کا بھی سنگ بنیاد رکھا۔ گورنر نے ریسرچ کرنے والوں کو تلقین کی کہ وہ پاکستان کی مربوط تاریخ مرتب کریں۔

گورنر نے نئے گریجوایٹوں کو یہ سوچنے کی دعوت دی کہ انہوں نے جس قدر علم حاصل کیا ہے وہ ان کے ہم وطنوں کو کتنا فائدہ پہنچا سکتا ہے آپ نے کہا اگر نئے گریجوایٹ اپنے گردو پیش دیکھیں تو انہیں ایسے بے شمار لوگ نظر آئیں گے جو افلاس اور ناداری کا شکار ہیں۔ اس وقت ملک کا سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ خوراک کی قلت کس طرح دور کی جائے اور عوام کی دوسری ضروریات زندگی کس طرح پوری کی جائیں۔ مجھے نئے گریجوایٹوں سے بڑی توقعات ہیں اور میرا خیال ہے کہ وہ اس اہم مسئلہ پر گہرا سوچ بچار کریں گے اور یہ معلوم کرنے کی کوشش کریں گے کہ یہ مسئلہ کس حد تک حل کیا جا سکتا ہے مسٹر اختر حسین نے کہا ملک کی بڑھتی ہوئی آبادی کے پیش نظر ہمیں پیداوار اور سماجی تنظیم کے پرانے طریقے ترک کر دینے چاہئیں۔ اور ان کی جگہ نئے طریقے اختیار کرنے چاہئیں۔ اس مقصد کے حصول کے لئے بہت بڑی مہارت کی ضرورت ہے۔ یہ ایسا مسئلہ ہے کہ اسے حل کرنے کے لئے ملک کے منور الفکر طبقے کو عوام کی رہنمائی کرنی چاہئیے اور نئے گریجوایٹوں میں سے ہر ایک کو خاص طور پر اس سلسلے میں زندگی کے نئے مواقع سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانا چاہئیے

بشارت احمد کی وفات

(بقیہ صفحہ اوّل)

بلکہ جنازے کے ہمراہ مقبرہ بہشتی تشریف لے گئے اور تدفین مکمل ہونے تک وہیں رہے قبر تیار ہونے پر حضرت میاں صاحب مدظلہ نے دعا کرائی۔

مرحوم پلانٹ پروڈیکشن اسسٹنٹ کے طور پر پاکپتن میں متعین تھے۔ انہوں نے کوئی اولاد اپنی یادگار نہیں چھوڑی ہے۔ ان کی بیوہ جو مکرم جناب بابو محمد شریف صاحب مرحوم آف باب الانوار قادیان کی صاحبزادی ہیں خاص طور پر دعاؤں کی محتاج ہیں۔

ادارہ الفضل محترم جناب مولوی عبدالرحمٰن صاحب امیر جماعت احمدیہ قادیان اور آپ کے دیگر افراد خاندان کے ساتھ اس صدمہ عظیم پر دلی تعزیت اور ہمدردی کا اظہار کرتا ہے اور دست بدعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں بلند درجات عطا کرے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے اور ان کا ہر طرح دین و دنیا میں حامی و ناصر ہو۔ آمین

کراچی میں آتش بازی کی ممانعت

کراچی ۸ فروری۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کراچی نے ایک ماہ کے لئے آتش بازی کی ممانعت کر دی ہے۔

بحالیاتی پالیسی تبدیل نہیں ہوگی" جنرل اعظم خان کا اعلان

"تین سال تک کسی کو بھی متروکہ جائداد سے بیدخل نہیں کیا جائے گا"

حیدرآباد ۸ فروری:۔ لفٹیننٹ جنرل محمد اعظم وزیر بحالیات نے کہا ہے کہ تین سال تک کسی کو بے دخل نہیں کیا جائے گا۔ وزیر بحالیات لاہور سے کراچی جاتے وقت حیدرآباد ریلوے اسٹیشن پر پریس کے ایک نمائندہ سے بات چیت کر رہے تھے

آپ نے کہا بحالیات سے متعلق حکومت کی پالیسی میں کوئی تبدیلی نہیں ہوگی۔ چنانچہ اختتامی مرحلے کو طے کرنے کا کام بڑی خوش اسلوبی سے ہو رہا ہے آپ نے کہا ہم دعویداروں کے ساتھ ہیں۔ لیکن غیر دعویدار اور مقامیوں کو بھی بعض رعائتیں دی جا رہی ہیں لیکن ان لوگوں کو بہت زیادہ توقعات نہیں کرنی چاہئیں آپ نے کہا جن غیر دعویدار مہاجروں کو آباد نہیں کیا جا سکے گا۔ انہیں ایسی مضافاتی بستیوں میں جگہ دی جائے گی۔ جو حکومت کے زیر اہتمام مختلف شہروں میں بنائی جا رہی ہیں۔ ان بستیوں کی تعمیر کا کام بغیر کسی رکاوٹ کے جاری رہے گا۔ لیکن کوشش کی جا رہی ہے کہ اسے جلد سے جلد مکمل کیا جائے۔ وزیر بحالیات نے ان لوگوں کو متنبہ کیا جنہوں نے متروکہ جائیدادوں کا کرایہ ادا نہیں کیا۔ آپ نے کہا ان لوگوں کو کرایہ کے کنٹرول کے قانون کے مطابق بقایا ادا کرنے چاہئیں آپ نے کہا کہ جن لوگوں نے متروکہ جائدادوں پر ناجائز قبضہ کر رکھا ہے۔ انہیں قابض نہیں رہنے دیا جائے گا اور جو لوگ اس جرم کے مرتکب ثابت ہوئے۔ ان کے خلاف قانونی کارروائی کی جائے گی۔

سیم اور تھور

جنرل اعظم خان نے وزیر خوراک و زراعت کی حیثیت سے ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے کہا حکومت سیم اور تھور کے سدباب کے لئے پوری کوشش کر رہی ہے سیم اور تھور ملک کے سب سے بڑے دشمن ہیں اور ہمیں یہ کوشش کرنی چاہئیے۔ کہ ملک کی ایک انچ زمین بھی ان سے متاثر نہ رہے حکومت منظم طریقے سے ان کا قلع قمع کرے گی۔ لیکن کامیابی کے لئے عوام کا پورا تعاون شامل حال رہنا چاہئیے۔ آپ نے عوام کو تلقین کی کہ سیم اور تھور کی مصیبت سے چھٹکارا پانے کے لئے پوری طرح متحد ہو جائیں۔ اس سلسلے میں حکومت ان کی پوری رہنمائی کرے گی۔ آپ نے افسوس کا اظہار کیا کہ گذشتہ دس برس میں اس کام کی طرف کوئی توجہ نہیں دی گئی۔ آپ نے کہا اب انقلابی حکومت اس کام سے عہدہ برآ ہونے کا تہیہ کر چکی ہے۔ آپ نے سیلابوں کا بھی ذکر کیا اور کہا کہ ہر سال اس سے بے شمار لوگوں کو نقصان پہنچتا ہے۔ آپ نے کہا کیچڑ نکالنے کا کام برسات کا موسم شروع ہونے سے پہلے مکمل ہو جانا چاہئیے۔ آپ نے کہا کسانوں کو احساس ہونا چاہئیے۔ کہ سیلابوں کی روک تھام ان کے لئے کتنی اہمیت رکھتی ہے جنرل اعظم نے ایک اور سوال کے جواب میں کہا بنیادی جمہوریتوں کی وجہ سے دیہی آبادی کا معیار زندگی بلند ہوگا۔ آپ نے اُمید ظاہر کی کہ عوام اپنی حالت سدھارنے کے لئے پوری تندہی سے کام کریں گے۔

ایجنٹ صاحبان متوجہ ہوں

ماہ جنوری سنہ ۱۹۶۰ء کے بل الفضل کے ایجنٹ صاحبان کی خدمت میں ارسال کئے جا چکے ہیں۔ ان بلوں کی رقم ۱۰ فروری سے قبل دفتر الفضل میں پہنچ جانی چاہئیے

(مینجر الفضل)